اُمت مسلمہ ایک عظیم وجود کی حیثیت رکھتی ہے جس کی روح اور زندگی رسول کریم ﷺ سے وابستہ ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷؍ستمبر ۱۹۶۸ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

☆ اُمت مسلمہ کا ایک خاصہ یہ ہے کہ وہ سب ایک دوسرے کیلئے دعائیں کرنے والے ہیں۔
☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت محمدیہ کیلئے کثرت سے دعائیں کی ہیں۔
☆ اُمت مسلمہ کا فرض ہے کہ تمام مومنوں کیلئے استغفار کرتی رہے۔
☆ بشری کمزوریوں سے حفاظت کا سامان اللہ تعالیٰ نے استغفار کے ذریعہ پیدا کیا ہے۔
☆ ہر برکت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہی مل سکتی ہے۔

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:۔

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِo رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُo (المومن:۸،۹)

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ (آل عمران:۱۶۰)

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء:۶۵)

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران:۱۷)

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ (الحشر:۱۱)

اس کے بعد حضور نے فرمایا:۔

گذشتہ جمعہ میں نے بتایا تھا کہ نبی اکرم ﷺ کے ارفع مقام کے طفیل اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں اُمت مسلمہ کو قائم کیا یہ اُمت (یہ جماعت مومنین) ایک وجود کی حیثیت اور ایک وجود کا رنگ رکھتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ اس کی روح اور اس کی زندگی کا باعث ہیں اور اس اُمت کے وجود کے سینہ میں نبی اکرم ﷺ کا دل ہی دھڑکتا ہے اور یہ بتانے کے لئے کہ یہ ایک ہی وجود ہے اللہ تعالیٰ نے مختلف پیرایوں میں اس پر روشنی ڈالی ہے۔ کہیں ہمیں یہ بتایا کہ اس مخالف کے مقابلہ میں جو اس وجود کو صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتا ہے وہ بنیان مرصوص کی طرح ہیں یعنی ایسی دیوار کی طرح ہیں جس پر پگھلا ہوا سیسہ ڈال دیا جاتا

ہے اور وہ ایک جان ہو جاتی ہے کبھی اس رنگ میں اسے پیش کیا کہ باہمی تعلقات ان کے لطف اور ترحم کی بنیادوں پر قائم ہیں رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ جس کی تفصیل نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمائی کہ جس طرح ایک جسم کا کوئی عضو بیمار ہو یا تکلیف میں ہو یا درد محسوس کرے تو سارا جسم ہی درد محسوس کرتا ہے یہی حالت اُمت مسلمہ یعنی جماعت مومنین کی ہے۔

اس جماعت مسلمہ نے نبی اکرم ﷺ کے فیوض کی برکت سے آپ میں فنا ہونے کی توفیق پائی آپ کے رنگ سے رنگ پکڑنے کی توفیق حاصل کی اور آپ کی برکت سے یہ نعرہ لگانے کی بھی توفیق پائی کہ اَسْلَمْنَا لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ ہم سب خدا کے حضور ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے جھکتے ہیں اور حقیقی اسلام پر قائم ہو کر اللہ تعالیٰ کے حکموں کا جوا اپنی گردن پر رکھتے ہیں جب اس اُمت نے اس مقام کو حاصل کیا اور اپنے پر ایک موت کو وارد کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک نئی زندگی عطا کی ایک نیا وجود بنا دیا اور اس روحانی وجود (جسے ہم اُمت مسلمہ بھی کہتے ہیں) کا ایک خاصہ اور ایک صفت یہ ہے کہ وہ سب ایک دوسرے کے لئے دعائیں کرنے والے ہیں سب کو اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی دعائیں حاصل ہیں سب کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد باری ہے کہ ان کے لئے دعائیں کرو اور جو نتیجہ اس کا نکلنا تھا وہی نکلا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے وارث بنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ نبی کریم ﷺ نے اس حکم کی تعمیل میں اُمت محمدیہ کے لئے اس کثرت کے ساتھ دعائیں کی ہیں اور ایسی دعائیں کی ہیں جو اپنی وسعت کے لحاظ سے بھی بے نظیر ہیں اور اپنی گہرائی کے لحاظ سے بھی حیران کن ہیں ان کی چند ایک مثالیں میں اس وقت آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ خُذْ بِنَوَاصِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلٰى طَاعَتِكَ یعنی اے خدا! تو اپنا فضل کر کہ اس اُمت سے بشری کمزوریاں ظاہر ہی نہ ہوں اور دنیا کی نگاہ میں ایسا لگے کہ تو نے ان کو پکڑ کر اپنی اطاعت کیلئے اپنے ساتھ کھینچ کر لگا لیا ہے پھر فرمایا کہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِيْ۔ ثَلَاثًا اے ہمارے ربّ! میری اُمت سے مغفرت کا سلوک کرنا میری اُمت سے مغفرت کا سلوک کرنا میری اُمت سے مغفرت کا سلوک کرنا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِيَ الَّذِيْنَ يَأْتُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ اَلَّذِيْنَ يَرْوُوْنَ اَحَادِيْثِيْ وَسُنَّتِيْ وَيُعَلِّمُوْنَهَا النَّاسَ۔ (جامع الصغیر)

اے ہمارے ربّ! میرے وہ خلفاء اور نائب جو میرے بعد دنیا میں پیدا ہوں تو ان سے رحمت کا

سلوک کرنا اور ان کو اس بات کی توفیق دینا کہ وہ تیری رحمت کے مستحق ٹھہریں تو انہیں اس بات کی توفیق دینا کہ وہ میری سنت کا احیاء کریں اور میری سنت پر چلانے کے لئے اُمت مسلمہ کی تربیت کریں پھر ایک حدیث میں آتا ہے کہ قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جو قول بیان ہوا ہے کہ

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے کہ

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔(المائدہ:۱۱۹)

ان آیات کو رسول کریم ﷺ پڑھ رہے تھے کہ آپ پر رقت طاری ہوگئی اور آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور کہا۔ اَللّٰهُمَّ اُمَّتِیْ۔ اَللّٰهُمَّ اُمَّتِیْ وَبَکٰی

اے میرے ربّ! میری اُمت کے ساتھ محض مغفرت کا سلوک کرنا میری اُمت کے ساتھ محض مغفرت کا سلوک کرنا۔ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُکَ والا سلوک نہ کرنا حدیث میں آیا ہے کہ جب رسول کریم ﷺ نے عاجزی اور زاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا کہ گو میں جانتا تو ہوں (وَرَبُّکَ اَعْلَمُ اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں لیکن) تمہیں میرا یہ حکم ہے کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ کس وجہ سے ان پر اتنی رقت طاری ہوگئی ہے وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور دریافت کیا تو آپؐ نے بتایا کہ اُمت کے لئے جو فکر میرے دل میں ہے اس کے لئے جو مجھے تڑپ اور خیال ہے کہ میں صَلِّ عَلَیْهِمْ کا حکم کما حقہ، پورا کروں اس کی وجہ سے میں عاجزی اور رقت کے ساتھ اپنے ربّ کے حضور دعا کر رہا ہوں جب جبریل علیہ السلام یہ جواب لے کر اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے (اور اللہ تعالیٰ تو بڑی ہی علیم ہستی ہے اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں اس نے فرشتوں کو بتانا تھا کہ دیکھو محمد رسول اللہ ﷺ کا کتنا بلند مقام ہے) اس نے جبریل علیہ السلام سے کہا کہ واپس جاؤ اور محمد (رسول اللہ ﷺ) سے کہو اِنَّا سَنُرْضِیْکَ فِیْ اُمَّتِکَ وَلَا نَسُوْءُکَ کہ تیری اُمت کے متعلق جو تیری نیک خواہشات ہیں ہم وہ پوری کریں گے اور تجھ کو اس معاملہ میں بھی راضی کریں گے اور جہاں تک اس اُمت کا سوال ہے تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی یعنی باوجود اس کے کہ بعثت نبوی سے قیامت تک اس اُمت کا زمانہ پھیلا ہوا ہے اور دنیا کے ہر ملک میں، ہر رنگ ونسل میں اپنی اپنی طبیعتوں اور عادات کے ساتھ اُمت مسلمہ کے افراد پیدا ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ جو میری

خواہش ہے کہ تیرے وجود میں گم ہونے والے اس مقام کو پائیں اور تیری بھی یہی خواہش ہے وہ مقام ان میں سے بہتوں کو ملے گا اور اس سلسلہ میں تجھے دکھ نہیں پہنچے گا بلکہ تمہاری مسرت اور خوشی کے سامان پیدا کئے جائیں گے۔

(تفسیر جامع البیان زیر آیت ۳۶ سورۃ ابراہیم وصحیح مسلم کتاب الایمان)

یہ چند مثالیں ہیں جو میں نے دی ہیں ورنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے لئے اس کثرت سے دعائیں کی ہیں کہ حقیقت یہی ہے کہ آپ کے علاوہ جب بھی کسی کی دعا قبول ہوتی ہے تو وہ اس لئے قبول ہوتی ہے کہ وہ اس فرد واحد کی دعا نہیں ہوتی بلکہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہوتی ہے اور جس اُمت کے ساتھ اس قدر مقبول ہستی کی دعائیں ہوں اس کے لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ ساری کی ساری کسی وقت میں صراط مستقیم کو چھوڑ کر ضلالت کی راہوں کو اختیار کرے جیسا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

غرض جب اس قسم کا عظیم روحانی وجود اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا کہ جس میں کروڑوں اربوں انسانوں نے شامل ہو کر جسم کے ذروں کی طرح اس جسم کو بنانا تھا، جس کا زمانہ قیامت تک ممتد اور جس کی وسعت زمین کو احاطہ میں لئے ہوئے تھی اس میں ایک خطرہ بھی تھا اور وہ یہ کہ یہ اربوں ارب افراد اپنی تمام بشری کمزوریوں کے ساتھ اس وجود کا حصہ بننے والے تھے اس لئے ضروری تھا کہ کوئی ایسا سامان پیدا کیا جائے کہ ان کی بشری کمزوریاں یا تو ظاہر نہ ہوں اور اگر ظاہر ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت کچھ اس طرح انہیں ڈھانپ لے کہ ان کے بدنتائج نہ نکلیں۔ اس کے بغیر اس مقصد کو حاصل نہیں کیا جا سکتا تھا جس مقصد کو لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں مبعوث ہوئے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے اس بات کا کہ اُمت محمدیہ میں شامل ہونے والے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درخت وجود کی شاخیں اس طرح محفوظ کر لی جائیں کہ اگر بشری کمزوری ظاہر ہو جائے تو اس کا نتیجہ اُمت کے لئے بحیثیت مجموعی برا نہ نکلے یا اللہ تعالیٰ اس رنگ میں ان کی تربیت کرے اور اس طرح پر ان کی فطرت کو اپنی طاقت سے سہارا دے کہ ان سے کوئی بشری کمزوری ظاہر نہ ہو اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ سامان پیدا کیا (جس کا ذکر وضاحت سے قرآن کریم میں آتا ہے) کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ملائکہ مقربین اور وہ ملائکہ بھی جو ان کے ساتھ مختلف کاموں پر لگے ہوئے ہیں وہ مومنوں کی جماعت کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں اور ان کی دعا یہ ہے کہ اے ہمارے ربّ! تیری رحمت بھی ہر چیز پر حاوی ہے اور تیرا علم بھی ہر چیز پر

حاوی ہے اس لئے ہماری یہ دعا ہے کہ فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ جس شخص سے بشری کمزوری سرزد ہو جائے اور پھر وہ ندامت کے ساتھ توبہ کا دروازہ کھٹکھٹائے تو اپنی مغفرت کی چادر میں اس کو ڈھانپ لے کیونکہ تیری رحمت بڑی وسیع ہے اگر وہ تیری راہوں کو اختیار کرنا چاہے اور تیرے قرب کے حصول کے لئے کوشش کرنا چاہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے احسانات کا بدلہ پوری طرح اور پوری کوشش کے ساتھ ادا کرنا چاہے وہ اتباع سبیل کرنا چاہے تیرا علم وسیع ہے وہ خود بھی نہیں جانتا کہ اس میں کس قسم کی فطری کمزوریاں پائی جاتی ہیں لیکن تو جانتا ہے۔ اے ہمارے ربّ! ایسا سامان پیدا کر دے کہ یہ بشری کمزوریاں اس سے سرزد نہ ہوں اور وہ روحانی راہوں پر بغیر کسی روک کے آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں، محمد رسول اللہ ﷺ سے کٹ نہ جائیں کٹی ہوئی شاخ کی طرح آپ کے وجود کے درخت سے منقطع نہ ہو جائیں یا اس ذرہ کی طرح نہ ہو جائیں جس کو جسم اپنے سے جدا کر دیتا ہے کیونکہ تیری رحمت بھی وسیع ہے اور تیرا علم بھی وسیع ہے جو غلطی ان سے سرزد ہو گئی ہے تو اسے اپنی رحمت کی چادر میں ڈھانپ لے اور جس غلطی کے سرزد ہونے کا امکان ہے اور تو ہی اسے بہتر جانتا ہے تو ایسے سامان پیدا کر دے کہ اس قسم کی بشری کمزوریاں ان سے سرزد نہ ہوں اور ان کی فطرت کو تیری طاقت ہمیشہ سہارا دیتی رہے اس طرح وہ اس عذاب جحیم سے بچ سکتے ہیں جسے تیرے قہر کی آگ بھڑکاتی ہے۔

اور اے خدا! کسی ایک زمانہ کے متعلق ہماری یہ دعا نہیں بلکہ انہیں بھی اور ان کے بڑوں کو بھی، پہلوں کو بھی اور بعد میں آنے والوں کو بھی تو مغفرت کی چادر میں ڈھانپتا رہے یعنی یہ ایک لمبا زمانہ ہے جو قیامت تک چلا جائے گا نسلاً بعد نسلٍ اُمت محمدیہ میں زیادتی اور کمی ہوتی رہے گی کچھ لوگ اس جہان سے گزر جائیں گے اور کچھ اور پیدا ہو جائیں گے پس تو پہلوں پر بھی اور جو حال کی نسل ہے ان پر بھی (اَزْوَاجِهِمْ ان کے ساتھی یہ الفاظ حال کو بتا رہے ہیں) وَذُرِّيّٰتِهِمْ آئندہ آنے والی نسلوں پر بھی تو رحمت اور مغفرت کر اور ان سے پیار کا سلوک کر اور ان کو اس قابل بنا دے کہ وہ محمد عربی ﷺ کے وجود کا حقیقی ذرہ بن جائیں اور ان تمام نعمتوں سے وہ حصہ لیں جو تو نے نبی اکرم ﷺ کے لئے مقدر کی ہیں۔

غرض اللہ تعالیٰ نے فطری کمزوریوں سے محفوظ رکھنے اور فطری کمزوریوں کے ظاہر ہونے سے بچانے کیلئے یہ انتظام کیا کہ ایک طرف فرشتوں کو دعا پر لگا دیا اور دوسری طرف یہ انتظام کیا کہ نبی اکرم ﷺ کو فرمایا وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ تو ان کے لئے استغفار کرتا رہے تا اگر ان سے کوئی فطری کمزوری سرزد ہو تو اس

کا بدنتیجہ نہ نکلے تیرا رحم اس طرح جوش میں آئے کہ فطرت کی کمزوریوں کو تیری طاقت سہارا دیتی چلی جائے اور کوئی بدی اور کمزوری واقع ہی نہ ہو غرض نبی اکرم ﷺ کو بھی کہا کہ اُمت مسلمہ کے لئے استغفار کرتے رہو اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی دعاؤں میں اُمت کے لئے استغفار شامل تھا اس لئے اُمت مسلمہ کو یہ کہا کہ تمہارا استغفار کرنا اس وقت تک بے نتیجہ ہے اور وہ تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب تک نبی اکرم ﷺ بھی تمہارے لئے استغفار نہ کریں اس لئے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ جب اُمت میں سے کوئی شخص یہ سمجھے کہ اس سے کچھ غلطیاں سرزد ہوگئی ہیں اور یا وہ یہ سمجھے اور اسے یقین حاصل ہو کہ بہر حال مجھ میں بشری کمزوریاں پائی جاتی ہیں اور میں اللہ تعالیٰ کے سہارے کے بغیر ان بشری کمزوریوں کے ظاہر ہونے سے بچ نہیں سکتا۔ غرض جب بھی ان دو میں سے کوئی ایک یا دونوں احساس پائے جائیں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ تیرے پاس آئے اور تجھ سے استغفار کے طریقے سیکھے اور پھر استغفار کرے لیکن یہ بھی کافی نہیں وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ پھر رسول بھی اس کے لئے استغفار کرے تب لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور مجاہدات کا قبول کرنے والا پائے گا خالی اس فرد کا استغفار کرنا کافی نہیں۔

غرض اُمت مسلمہ سے کہا کہ تمہارے لئے استغفار کرنا ضروری ہے لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ صرف تمہارا استغفار کرنا اور تمہارا یہ دعا کرنا ہی کافی نہیں کہ جو غلطیاں سرزد ہوگئی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں معاف کرے اور ان کے بدنتائج سے تمہیں محفوظ رکھے یا جن بشری کمزوریوں کا امکان ہے ان کا اظہار ہی نہ ہو مغفرت کی چادر میں وہ چھپی رہیں اور اس طرح انسان اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے اللہ تعالیٰ کہتا ہے تمہاری یہ دعا قبول نہیں ہو سکتی جب تک کہ رسول مقبول ﷺ کی دعا اس دعا کے ساتھ شامل نہ ہو اس لئے ضروری ہے کہ انسان نبی اکرم ﷺ کے پاس روحانی طور پر پہنچے اور آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر، آپؐ کا قرب پا کر، آپؐ سے استغفار کی راہیں سیکھ کر استغفار نہ کرے اور اپنی زندگی کو اس رنگ میں نہ گزارے کہ نبی کریم ﷺ کے استغفار کا خدا تعالیٰ کی نگاہ میں مستحق بن جائے اس وقت تک اُمت مسلمہ کے افراد اللہ تعالیٰ کے تـوّاب ہونے اور اس کے رحیم ہونے کے جلوے نہیں دیکھ سکتے۔ اگر کسی نے خدا تعالیٰ کی ان صفات (توّاب اور رحیم) کے جلوے دیکھنے ہوں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے طریق پر استغفار کرتے ہوئے خود کو اس بات کا مستحق بنائے کہ اسے نبی اکرم ﷺ کی

دعائیں پہنچیں اور اس کے استغفار کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ کا استغفار شامل ہو جائے تب وہ خدا تعالیٰ کی صفات توّاب اور رحیم کے جلوے دیکھے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ تمہیں صرف اپنے لئے ہی نہیں ساری اُمت کیلئے استغفار کرنا ہے اور میں نے بتایا ہے کہ ساری اُمت کے افراد نے اپنی تمام بشری اور فطری کمزوریوں سمیت نبی اکرم ﷺ کے وجود کا حصہ بننا تھا اس لئے ضروری تھا کہ ایک تو اگر گناہ سرزد ہو جائے تو اس کی معافی کا انتظام ہو اور دوسرے ایسا سامان ہو کہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کچھ ایسے رنگ میں انسان سے محبت کا سلوک کرے کہ اس کی طاقت اور قدرت انسانی فطرت کو سہارا دے اور فطرت انسانی اس سہارے کے بعد غلطیوں سے محفوظ ہو جائے پس اُمت مسلمہ کو یہ کہا کہ تمہارا یہ فرض ہے کہ تمام مومنوں کیلئے استغفار کرتے رہو اللہ تعالیٰ سورۃ آل عمران میں فرماتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِنَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کہ وہ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ ہم سب جماعت مومنین میں شامل ہو گئے ہیں فَاغْفِرْلَنَا تو ہم کو اپنی رحمت کی چادر میں ڈھانپ لے غرض یہاں ساری اُمت کے لئے دعا کرنا جماعت مومنین کی ایک صفت بیان کی گئی ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے سورۃ حشر میں یوں فرمایا:۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ کہ جس طرح بعد میں آنے والے مومن پہلوں کی دعا اور استغفار سے حصہ لینے والے ہوتے ہیں اسی طرح وہ پہلوں کے لئے بھی دعا اور استغفار کرتے ہیں۔

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ ان کی دعاؤں میں یہ دعا بھی شامل ہوتی ہے کہ اے ہمارے ربّ! تو ہماری غلطیوں کو بھی معاف کر اور ان کو بھی بخش دے جو ہم سے پہلے تیرے محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے اور اے ہمارے ربّ! جس طرح تو نے ان کی فطرت کو سہارا دیا اور بشری کمزوریوں سے انہیں محفوظ کر لیا اسی طرح تو ہمیں بھی بشری کمزوریوں سے محفوظ رکھ اور ہماری فطرت کو بھی سہارا دے غرض مومن اپنے لئے بھی دعائیں کرتے ہیں اور پہلوں کے لئے بھی دعائیں کرتے ہیں اور پھر بعد میں آنے والوں کے لئے بھی دعائیں کرتے ہیں۔

دونوں خطبوں کا مضمون یکجائی طور پر اگر مختصراً بیان کیا جائے تو یہ بنتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک کامل

اور مکمل مظہر صفات باری کی حیثیت میں دنیا کی طرف مبعوث ہوئے اور آپ کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ انسان اپنے ربّ کو پہچانے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں فنا ہو کر اپنی اپنی استعداد کے مطابق صفات باری کا مظہر بنے اس پاک وجود کو جو اُمت محمدیہ کہلاتی ہے (جسے ہم اُمت محمدیہ یا اُمت مسلمہ کہتے ہیں وہ ایک ہی وجود ہے اس کی روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس کا دل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس کا نور نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ ایک پاک وجود دنیا میں قائم کیا گیا ہے جس کو قیامت تک کی زندگی عطا ہوئی ہے۔ یعنی اُمت محمدیہ کی اجتماعی زندگی قیامت تک کی ہے اور اس وجود کا پھیلاؤ زمین کے کرے کو احاطہ کئے ہوئے ہے ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے) جس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس مقصد کے حصول کے لئے ضروری تھا کہ یہ سارا وجود اور خدا تعالیٰ کے فرشتے دعاؤں میں مشغول ہو جائیں کیونکہ دعا کے بغیر اور خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کرنے اور رحمت پانے کے بغیر دنیا میں کوئی کامیابی بھی انسان کو نہیں مل سکتی کجا یہ کہ اتنی عظیم کامیابی حاصل ہو پس ضروری تھا اُمت محمدیہ ایک وجود کی حیثیت میں دعاؤں میں مشغول ہو جائے ان کی دعاؤں کا ایک بڑا حصہ یہ رہا ہے اور یہ رہے گا! کہ اے ہمارے ربّ! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس مقصد کے لئے مبعوث ہوئے تھے اس مقصد میں آپ کو اس رنگ میں کامیاب کر کہ دنیا کی کوئی کامیابی بھی اس کے مقابلہ میں پیش نہ کی جا سکے انتہائی کامیابی آپ کو عطا کر پھر ان دعاؤں میں یہ بھی شامل ہے کہ قرآن کریم کی عظمت دلوں میں بیٹھے اسلامی تعلیم انسان کی زندگی پر حکومت کرے اور یہ سب اس لئے ہو کہ انسان کے دل میں خدائے واحد و یگانہ، قادر و توانا کی محبت پیدا ہو اور انسان اپنے ربّ کی صفات کا مظہر بننے کی کوشش کرے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے طفیل وہ اپنی استعداد کے مطابق اپنے دائرہ کمال کو پہنچے اور مظہر صفات باری بنے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم ملا کہ اس اُمت کے لئے دعائیں کرو اور جو دعائیں آپ نے اس اُمت کے لئے کیں وہ اُمت کی مغفرت کے لئے ہیں ہر دو معنی کے لحاظ سے کہ اگر کوئی غلطی سرزد ہو جائے چاہے وہ کسی زمانہ میں کسی فرد واحد اور کسی قوم سے سرزد ہو تو اے خدا! تو اس کے بدنتائج سے اُمت کو بحیثیت اُمت محفوظ رکھنا اور دوسرے معنوں کے لحاظ سے بھی کہ اے ہمارے ربّ کہ جو افراد تیرے اس مقدس درخت کی شاخیں بنیں گے وہ اپنی بشری اور فطرتی کمزوریوں کو ساتھ لے کر آئیں گے تو ایسا سامان کر دے کہ ان کی فطری اور بشری استعدادیں تیری طاقت کے سہارے طاقت پائیں اور فطری بشری کمزویاں ظاہر نہ ہونے پائیں اور اس طرح پر اُمت محمدیہ تیرے قرب کی راہیں زیادہ سے

زیادہ حاصل کرتی چلی جائے۔

غرض چونکہ فرشتے اُمت محمدیہ کے لئے دعائیں کر رہے ہیں چونکہ نبی اکرم ﷺ اُمت کے لئے دعائیں کر رہے ہیں چونکہ یہ ساری کی ساری اُمت اپنے اور ایک دوسرے کے لئے دعائیں کر رہی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا کہ جو لوگ بھی اس معنی میں اس وجود کا حصہ بن جائیں گے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے وارث ہوں گے اور چونکہ یہ ایک بہت بڑا وجود ہے اس کا زمانہ (یعنی اس کی اجتماعی زندگی) قیامت تک پھیلا ہوا ہے وسعتوں کے لحاظ سے ہر ملک ہر براعظم اور ہر شہر اور ہر گاؤں سے اس کا تعلق ہے اور اربوں ارب افراد اپنے پر ایک موت وارد کر کے اور اس وجود میں گم ہو کر ایک نئی زندگی پانے میں کوشاں ہوں گے اور وہ اپنی بشری کمزوریاں ساتھ لے کر جائیں گے۔

ان بشری کمزوریوں سے حفاظت کا کوئی سامان پیدا ہونا چاہئے تھا اور وہ سامان اللہ تعالیٰ نے استغفار کے ذریعہ پیدا کیا ہے اور میں نے بتایا ہے یہ سامان استغفار کے ذریعہ اس طرح پیدا کیا گیا کہ فرشتوں کو حکم ہوا کہ تم اُمت مسلمہ کے لئے دعاؤں میں مشغول ہو جاؤ اور دعا کرو کہ اگر کوئی بشری کمزوری سرزد ہو تو اس کے بدنتائج سے وہ محفوظ رہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اس طرح بھی اس اُمت کے شامل حال رہے کہ اس کی فطری کمزوریاں ظاہر ہی نہ ہوں ان تمام امکانی کمزوریوں پر اللہ کی رحمت اور مغفرت کی چادر کچھ اس طرح پڑ جائے کہ ان کا منہ اس چادر سے باہر نہ نکلے اور نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا کہ اُمت مسلمہ کے لئے استغفار میں مشغول ہو جاؤ اور مومنوں کو یہ کہا کہ ایک دوسرے کے لئے استغفار کرو اور ساتھ ہی ان کو یہ بھی کہا کہ صرف تمہاری استغفار کافی نہیں جب تک تم دو شرطوں کو پورا نہ کرو ایک شرط یہ کہ استغفار اس رنگ میں کرو جس رنگ میں محمد رسول اللہ ﷺ نے تمہیں بتایا ہے اپنی طرف سے استغفار کے طریقے ایجاد کرنے کی کوشش نہ کرو بلکہ جو طریقے استغفار کے محمد رسول اللہ ﷺ نے بتائے ہیں انہی طریقوں سے تم استغفار کرو اور دوسری شرط یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ بھی تمہارے لئے استغفار کر رہے ہوں اگر تم آنحضرت ﷺ کے بتائے ہوئے طریق پر استغفار کرو گے اور تم محمد رسول اللہ ﷺ کے استغفار کے خدا تعالیٰ کی نگاہ میں مستحق ٹھہرو گے تو اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت کی چادر میں تمہیں لپیٹ دے گا اور تم انفرادی حیثیت میں بھی اور اجتماعی حیثیت میں بھی گناہ کے وقوعہ کے بعد یا گناہ کے وقوعہ سے پہلے اس کے امکان اور امکانی مضرتوں سے محفوظ کر دیئے جاؤ گے۔

پس اللہ تعالیٰ نے اُمت مسلمہ یا جماعت مومنین کا ایک عظیم وجود پیدا کیا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پر ایک موت کو وارد کیا اور محمد رسول اللہ ﷺ کے طفیل ایک نئی زندگی اپنے ربّ سے پائی یہ وہ لوگ ہیں جن کو ابدی حیات ملی، یہ وہ لوگ ہیں جن کی زندگی کا مدار محمد رسول اللہ ﷺ کی روح پر ہے، یہ وہ لوگ ہیں جن کے سینوں میں محمد رسول اللہ ﷺ ہی کا دل دھڑک رہا ہے جن کی زبانوں پر وہی آتا ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کو پسند ہو، جن کی آنکھیں محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ربّ کے نور سے منور ہیں جن کے ہاتھ جن کے پاؤں اور جن کے جوارح وہ ہیں جو خدا تعالیٰ نے اس نئی زندگی کے بعد انہیں عطا کئے ہیں اور وہ تمثیلی زبان میں اللہ ہی کے ہاتھ اور اللہ ہی کے پاؤں اور اللہ ہی کی آنکھیں اور اللہ ہی کے جوارح ہیں۔

غرض یہ ایک عظیم وجود پیدا کیا گیا ہے اور جو شخص اس وجود سے خود کو منقطع سمجھتا ہے اور اپنے اندر کوئی ذاتی خوبی اور بڑائی سمجھتا ہے وہ خدا کی نگاہ میں ایک دھتکارا ہوا وجود ہے کیونکہ ہر برکت محمد رسول اللہ ﷺ کے طفیل ہی مل سکتی ہے اور جس نے آپ کو اور آپ کے روحانی وجود کو چھوڑا اور اس سے منقطع ہو گیا اور اس سے قطع تعلق کر لیا وہ خدا تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ہر قسم کی برکتوں اور فضلوں سے محروم ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیش اس بات کی توفیق عطا کرتا چلا جائے کہ ہم شیطانی زندگی پر خدا کی راہ میں موت کو ترجیح دینے والے ہوں اور اس کی راہ میں موت کو قبول کرنے والے اور اس کے فضل سے ایک نئی زندگی پائیں جو رحمتوں والی ہو جو انوار والی ہو، جو مسرتوں اور لذتوں والی ہو۔ اللھم آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۹ را کتوبر ۱۹۶۸ء صفحہ ۲ تا ۶)

☆......☆......☆